السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ کوئی بشر کچھ نہیں کرسکتا جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ ایک حضرت جاہل مسلمانوں میں نہایت زور کے ساتھ علی الاعلان عقیدہ مندرجہ بالا کو لکھتے ہیں کہ خاص اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے پس سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہی عقیدہ عندالشرع درست ہے اور خاص اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے تو سب کو تسلیم کرنا چاہیئے اور اگر عندالشرع درست نہیں ہے اور خلاف عقیدہ اہل سنت تو جواب شافی فرمایا جائے کہ ایسے عقیدے والے کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی ہوگی یا نہیں، کیونکہ غریب ناواقف مسلمان گرداب بلا میں مبتلا ہو کر تباہ ہو جائیں گے، یہ معاملہ عقائد کا ہے؟ بینوا توجروا!

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر شخص مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ نفع وضرر حقیقت میں خدا ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔ خدا کے سوا کسی اور میں یہ طاقت نہیں ہے کہ کسی کو بغیر اذن خدا کے نفع وضرر پہنچائے تو یہ عقیدہ بے شک اہل سنت والجماعت کا ہے اور ایسا ہی عقیدہ ہر مسلمان کو رکھنا چاہیے اس عقیدہ کے حق ہونے پر متعدد آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ صاف اور صریح طور پر دلالت کرتی ہیں:

قال اللہ تعالیٰ:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

’’آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا مالک بھی نہیں ہوں، مگر جو اللہ چاہئے وہی ہوگا۔‘‘

اور اگر شخص مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ انسان مجبور محض ہے اس کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے اس کے حرکات مثل جمادات کے ہیں تو یہ عقیدہ بالکل غلط وباطل ہے اور یہ عقیدہ فرقہ جبریہ کا ہے ایسے عقیدہ باطلہ سے ہر مسلمان کو بچنا فرض ہے ایسے عقیدے سے ان آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

’’تم صرف وہی بدلہ دیئے جاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے۔‘

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

’’پھر جو شخص چاہئے ایمان لے آئے اور جو چاہئے کفر کرے۔‘

جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

’’بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کیا کرتے تھے۔‘‘

(ایسے عقیدہ باطلہ والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز چاہے۔ واللہ اعلم الصواب! (سید محمد نذیر حسین، فتاویٰ نذیریہ: جلد اول، ص ۱۹،۲۰

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد 09 ص 264-267

محدث فتویٰ